قبضہ ہوگیا[140]۔ اس کے ساتھ ہی نہ صرف قازقوں کے لشکر بزرگ کے تقریباً تمام علاقے روسیوں کے کنٹرول میں چلے گئے بلکہ روسی سامراجی افواج کے لئے بخارا، خیوا اور خوقند خانیت کے دیگر علاقوں پر یلغار کی راہ بھی ہموار ہوگئی[141]۔

لشکر بوکے پر روسی اقتدار

قازقوں کے لشکر بوکے کی تشکیل اور بالآخر روسی استعمار کی گرفت میں آنے کا عرصہ انتہائی مختصر تھا۔ لشکر بوکے کی خانیت انیسویں صدی کی ابتدا سے پانچویں دہائی تک تقریباً ۴۸ سالوں تک برقرار رہی جس کے بعد روسیوں نے اس میں خان کا عہدہ ختم کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ کی تشکیل نو کی اور نام نہاد خود مختاری دیتے ہوئے ان میں ایک عبوری انتظامی کونسل کا نظام متعارف کرایا۔ بوکے ہرڈ کے علاقوں کو چھوٹے چھوٹے انتظامی یونٹوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر انتظامی یونٹ کی سربراہی قبائلی کمان دار کے سپرد کی گئی۔ ان مقامی سرداروں (یا سلطانوں) کو نام نہاد عبوری انتظامی کونسل کی رکنیت دی گئی۔ تاہم عبوری کونسل میں فیصلہ کن کردار کا حامل ''روسی وزارت سرکاری جائیداد'' کا ایک نامزد افسر ہوا کرتا تھا[142]۔ لشکر بوکے پر روسی تسلط کے مختصر احوال کا ذکر پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے۔

قازق سماج اور روایتی طریق بود و باش

قازق روایتی طور پر خانہ بدوش ترک اور منگول قبائل کے اتحاد کا نام ہے۔ جس نے بعد کے ادوار میں مختلف معاشرتی سطحوں پر چھوٹی موٹی اکائیوں پر مشتمل ایک سماجی وحدت کی شکل اختیار کی۔ قازق معاشرہ مختلف ادوار میں (قازق) سٹیپ کے وسیع و عریض علاقوں میں وارد ہونے والے قبائل پر مشتمل ہے۔ اگرچہ بالائی سطح پر یہ تمام قبائل قازق کے نام سے ایک واحد قوم کی شکل اختیار کر چکے ہیں تاہم خاندان، خانوادے، طائفے اور قبیلے کی سطحوں پر ان میں جداگانہ شناخت تاہنوز برقرار ہے[143]۔ قازق قوم جن بڑے بڑے ترک اور منگول نسل کے قبائل پر مشتمل ہے ان میں ازون (Usun)، قپچاق، قارلوق، قرہ خانی، قرہ ختائی، نیمان، منگ، منغیت، تنگوت، دولات، کنگلی اور ارگین شامل ہیں۔ ان قبائل کی قازقستان میں آمد کا زمانہ ایک نہیں ہے۔ دراصل سٹیپ کے قازق علاقوں میں مختلف خانہ بدوش قبائل کی آمد اور یہاں سکونت اختیار کرنے کا عمل صدیوں پر محیط رہا ہے[144]۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف قبائل اس علاقے میں عروج و زوال کے عمل سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ حکمرانی اور

محکومی، غلبہ واقتدار اور شکست وہزیمت مختلف ادوار میں مختلف قبائل کا مقدر بنتے رہے ہیں۔ تاہم منگولوں کی آمد کے بعد سے روسی تسلط میں آنے تک حکمرانی چنگیزی نسل کے منگولوں میں ہی محدود رہی ہے۔ قازقوں کی غالب اکثریت کا تعلق اُزون، قپچاق اور قارلوق (ترک) قبائل سے ہے۔

قازق قوم کی تشکیل اور متحدہ قازق خانیت کے ظہور کے بعد کے دور میں قازق سماج کی بنیادی اکائی کی حیثیت سے خاندان کو نہایت اہمیت حاصل ہوگئی تھی۔ قازق خاندان کو ''اول'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ایک اول متعدد شامیانوں (انگریزی :Yurt، قازق :Ui، اور روسی Kibitka) پر مشتمل ہوتا تھا، جس میں اول کے سردار (Aqsagal، لفظی ترجمہ : سفید ریش) کے مختلف رشتہ دار (بشمول شادی شدہ بچوں کے) رہتے تھے۔ بالفاظ دیگر اول (aul) خانہ بدوشوں کی ایسی خیمہ بستی کو کہتے تھے جس میں ایک سردار کے پدری رشتہ دار — چھوٹے بھائی، ان کے بیٹے اور ان کے بیوی بچے — ایک ساتھ رہتے تھے۔ اول کی آبادی بڑھنے پر اقساقال کا بڑا بیٹا، بھائی یا بھتیجا اس سے جدا ہوکر نئے اول کی تشکیل کر لیتا تھا۔ بالعموم اول کے حجم میں اس کے ملکیتی ریوڑوں اور مال مویشیوں کی تعداد اور ان کے لئے درکار چراگاہوں کی دستیابی جیسے عوامل اہم کردار ادا کرتے تھے۔ جب بھی یہ محسوس ہونے لگتا تھا کہ اول کی آبادی، اس کی ملکیتی مویشیوں کی تعداد اور ان کے لئے درکار چراگاہوں کے حجم میں توازن برقرار نہیں رہا ہے تو اول کی تقسیم کے عمل کے نتیجے میں نئے اول وجود میں آنے لگتے تھے[۱۴۵]۔ اقساقال یا سردار کا سب سے چھوٹا بیٹا بالعموم اقساقال کے مرنے تک اس کے ساتھ رہتا تھا اور وہی اس کے عہدے اور مال و متاع کا وارث ہوتا تھا۔ بعض مالدار اقساقال ایک سے زیادہ اول کے سربراہ ہوتے تھے۔ مویشیوں کی زیادہ تعداد اور کثرت ازواج انہیں ایک سے زیادہ مقامات پر خیمہ بستیاں بسانے پر مجبور کر دیتی تھی۔ ایک اقساقال کے متعدد اولوں کی صورت میں مرکزی اول میں وہ خود ایک بیوی اور اس کے بچوں کیساتھ رہتا تھا جبکہ دیگر ماتحت اولوں میں اس کی دیگر بیویاں اور ان کے بیٹے اس کی نمائندگی کرتے تھے[۱۴۶]۔

اگرچہ ''اول'' بنیادی طور پر پدری رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا تھا تاہم عملاً بعض اوقات غریب اور نادار مادری اور بعض صورتوں میں سسرالی رشتہ داروں کی کفالت بھی اقساقال اپنے ذمے لے لیتے تھے اور انہیں اپنے اول میں شامل کر لیتے تھے[۱۴۷]۔ اول کی آبادی بڑھنے کے نتیجے میں نئے اولوں کے ظہور اور بتدریج ان کی تعداد بڑھنے کے بعد یہ متعدد اول ''طائفہ'' (Taip)، کی شکل اختیار کر لیتے تھے جو مزید توسیع کے بعد خانوادے (clan) کی ایک ذیلی

شاخ (sub-clan) بن جاتا تھا۔ طائفوں کی تعداد بڑھنے کے بعد ان کا مجموعہ خانوادے (clan) کی شکل اختیار کر لیتا تھا[۱۴۸]۔ ان خانوادوں کے سرداروں کو بے (یا بیگ) کہا جاتا تھا۔ ایک بے کے ماتحت کئی چھوٹے بے ہوتے تھے۔ خانوادوں کی تعداد بڑھنے پر ان کے مجموعہ کو ژوز (شاید عربی لفظ جزء کی بگڑی ہوئی شکل ہے) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسی لفظ ژوز کو مغربی مآخذ میں ہرڈ (بمعنی لشکر) لکھا گیا ہے۔ ژوز کی سطح پر (خانوادوں کے اس مجموعہ میں شامل) گروہ کے لئے عموماً مشترک جد امجد کی اولاد ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔ درحقیقت ژوز ایک سیاسی اور عسکری نوعیت کی وحدت ہوا کرتا تھا اور اس کی یہی خصوصیات اس میں سیاسی اور عسکری لحاظ سے کمزور دیگر قبائل کے گھرانوں اور کنبوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔ عین ممکن ہے کہ شروع میں مشترکہ جد امجد کی اولاد پر مشتمل متعدد گھرانوں پر مشتمل گروہوں کو ہی ژوز کہا جاتا رہا ہو تاہم سترہویں صدی کے بعد سے قازقوں کے جن تین ژوز (لشکروں) کا ذکر ملتا ہے وہ بہر حال مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے لاتعداد کنبوں اور گھرانوں کے ایسے سیاسی اور عسکری اتحادوں سے عبارت تھے جنہوں نے متعین علاقائی حدود میں قیام کی بنا پر علاقائی اقتصادی، سیاسی اور فوجی یونٹوں کی شکل اختیار کر لی تھی[۱۴۹]۔ یہ یونٹیں وسیع و عریض صحراؤں اور جنگلات میں خانہ بدوش طرز زندگی کے تحفظ کے لئے درکار سیاسی نظم، اقتصادی ربط اور سب سے بڑھ کر عسکری / دفاعی ضروریات میں خود کفیل ہوتی تھیں۔ خانہ بدوشی اور دیس دیس گھوم پھر کر زندگی گزارنے کا ایک اہم تقاضا یہ تھا کہ ژوز میں نوجوانوں کا ایک مخصوص طبقہ حربی مہارت کا حامل ہو۔ نیز یہ کہ ہر فرد مخصوص سطح تک عسکری تربیت حاصل کر چکا ہو اور اس کے پاس بنیادی ہتھیار - تلوار، کلہاڑی اور خنجر - موجود ہوں۔

قازقوں کی خانہ بدوش طرز زندگی میں گھوڑے کو انتہائی اہم مقام حاصل تھا۔ ہر خاندان پندرہ سے تیس گھوڑوں کا مالک ہوا کرتا تھا جبکہ بعض مالدار گھرانے ہزاروں کی تعداد میں گھوڑوں کے مالک ہوا کرتے تھے۔ خانہ بدوشوں کے لئے لڑائیوں اور جنگوں کے دوران سریع الحرکتی انتہائی اہمیت کی حامل تھی۔ اس بنا پر گھوڑوں کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ قازق معاشرے میں گھوڑا تہذیبی اور تمدنی برتری کا علمبردار تھا جب کہ اس کے مقابلے میں بھیڑیں اقتصادی اہمیت کی حامل تھیں۔ گھوڑے کا دودھ پینا اور اس کا گوشت کھانا طبقہ اشراف تک محدود تھا۔ عام قازقوں کی معیشت کا دارومدار دم دار بھیڑوں کی پرورش پر تھا جن کا دودھ وہ پیتے تھے، گوشت کھاتے تھے، اون سے کپڑے، قناتیں، قالین اور سردی میں

اوڑھنے کے لئے کمبل بنتے تھے۔ اوران کی چربی کھانے پکانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اونٹ بھی سواری کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ قازق اونٹ دوہری کوہان والے باختری نسل کے ہوتے تھے۔ عام گھرانے تین اونٹ جبکہ مالدار گھرانے پچاس تک اونٹوں کے مالک ہوتے تھے۔ مویشیوں کے لئے - موسمی حالات کے مطابق - چراگاہوں کی تلاش میں مسلسل نقل و حرکت کرتے رہنا قازق خانہ بدوش زندگی کا لازمی جزو تھا۔ ہر قبائلی گروہ کے سرمائی اور گرمائی ہجرتوں کے مخصوص علاقے تھے۔ قازقوں میں مویشیوں کے لئے چارہ ذخیرہ کرنے کا رواج نہیں تھا چنانچہ جہاں بہار اور خزاں میں ان کے جانور زرخیز چراگاہوں میں چرنے کے باعث خوب صحت مند اور فربہ ہوجاتے تھے وہاں سردیوں کی برف باری میں ان کے چمڑے ہڈیوں سے چپک کر رہ جاتے تھے۔ متعدد بار سردیوں کے طویل موسم میں ان کے ریوڑوں کے ریوڑ ہلاک ہوجایا کرتے تھے۔

قازقوں کا روایتی لباس لمبی عبا نما قمیض اور بڑے گھیرے والی شلوار پر مشتمل ہوتا تھا۔ وہ (آج کے کردوں کی طرح) کمر کو بیلٹ کے ذریعے باندھ کر رکھتے تھے اور سردیوں میں چھ سے سات قمیضیں اوپر تلے پہنتے تھے۔ سواری کرتے وقت وہ ان قمیضوں کو شلوار کے گھیرے کے اندر کر لیتے تھے۔ ان کے پازیب اونچی ایڑیوں کے بوٹ نما جوتے ہوتے تھے۔ قازقوں کے سر کا لباس یکسانگی کا حامل نہیں تھا۔ مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی ٹوپیاں اور عمامے استعمال ہوتے تھے۔ لباس کے لئے اکثر جانوروں کے چمڑے استعمال ہوتے تھے اگرچہ بھیڑ کی اون سے بھی لباس تیار کئے جاتے تھے۔ بعض دولت مند قازق باہر سے درآمد شدہ کپڑے کے لباس بھی پہنتے تھے۔

قازق ادب آداب (پروٹوکول) کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ مجلس میں معززین، بڑوں اور مہمانون کو ترجیحی نشستیں دی جاتی تھیں۔ کھانے میں بھی گوشت اور دیگر پکوانوں کے عمدہ اور پسندیدہ حصے معززین کو پیش کئے جاتے تھے۔ ژوز کی سطح پر بھی پروٹول کا خیال رکھا جاتا تھا لشکر بزرگ سے تعلق رکھنے والا قازق دوسرے لشکروں سے تعلق رکھنے والے قازقوں کی نسبت ترجیحی سلوک کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔ شادی کے معاملے میں خاندان کی پسند (family arranged) کے اصول پر عمل کیا جاتا تھا۔ بچپن کی شادی عام روایت تھی۔ خاندان سے باہر شادی ناپسند کی جاتی تھی۔ قازق والدین اپنی بیٹی کی شادی کے وقت دولہا کے خاندان سے عموماً اپنے بیٹے کی شادی کے اخراجات وصول کرتے تھے [۱۵]۔ دولہا کے والدین سے وصول ہونے والی اس رقم کو کلیم (یاکلنگ) کا نام دیا جاتا تھا۔ اگر دولہا کے والدین کے پاس کلنگ کی

ادائیگی کے لئے رقم نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنی ہونے والی بہو کے بھائی کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیتے تھے[۵۱]۔ قازقوں میں کثرت ازواج پر پابندی نہیں تھی۔ دو بیویوں کا رواج عام تھا۔ قازق عورتوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ عورتوں کو مردوں کے مساوی ذہانت کی حامل مخلوق سمجھتے تھے۔ قازق عورت بہادری میں مرد کے مساوی سمجھی جاتی تھی۔ گھر کے اندر کے معاملات مکمل طور پر عورتوں کے سپرد ہوتے تھے۔ بیوی اپنے خاوند کی وفات کے بعد اس کے خاندان سے باہر کسی سے بھی شادی کرنے کا اختیار رکھتی تھی اگرچہ بسااوقات اس کی مرضی سے اس کے دیور بھی اسے عقد زوجیت میں لے لیتے تھے۔ عورتوں میں چہرے کے پردے کا رواج نہیں تھا۔

قازق عید الفطر، عید قربان اور دیگر مذہبی تہوار باقاعدگی سے مناتے تھے۔ کبڈی، تیر اندازی اور کشتی ان کے پسندیدہ کھیل تھے۔ شادی بیاہ کے موقع پر مہمان دولہا کے گھر والوں کے لئے جانور اور دیگر اشیاء بطور تحفہ ساتھ لے کر جاتے تھے[۵۲]۔ شادیاں عموماً گرمیوں کے اختتام اور خزاں کے اوائل میں کی جاتی تھیں۔ کیونکہ اس دوران قازق معاشی طور پر خوشحال ہوا کرتے تھے۔

قازقوں میں نام نہاد ''شامانزم''؟

قازقوں میں بیماریوں کے علاج کے لئے تعویز گنڈوں کا رواج عام تھا۔ جن بھوت کا سایہ نکلوانے کے لئے پیروں اور نجومیوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ ان پیروں، نام نہاد نجومیوں اور ''جن بھوتوں کا سایہ نکالنے والوں'' نیز مختلف ''حربوں'' کے استعمال کے ذریعے مستقبل کا حال بتانے کے عویداروں کو ''شامان'' کہا جاتا تھا۔

روسیوں اور مغربی تاریخ نگاروں نے بیماریوں اور نظر بد سے بچنے، بدروحوں سے نجات نیز کامیابیوں کے حصول کے لئے قازقوں کی طرف سے 'شامانوں' کی طرف رجوع کرنے کے ان رجحانات کو ایک مستقل مذہب ''شامانزم'' کا نام دیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قازق عوام انیسویں صدی کے اختتام تک اسلام نہیں بلکہ ''شامانزم'' (شامانی مذہب) کے پیروکار تھے۔ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ چونکہ قازق سٹیپ کے علاقوں میں مسلسل نقل مکانی اور گرمائی اور سرمائی علاقوں میں ہجرت کے لئے سفر کے دوران اپنے بہادر آباؤ اجداد اور سابقہ دور کے پیروں اور مذہبی شخصیات کی مدح و ثنا پر مشتمل قصیدے اور گانے پڑتے رہتے تھے اس لئے وہ مسلمان نہیں بلکہ اپنے ''سابقہ روایتی